ڈاکٹر روبینہ شہناز/ محمد جاوید خان

استاد وصدر شعبہ اردو،

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد/

ریسرچ سکالر، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

گوجری زبان: آغاز و ارتقاء

Dr Rubina Shehnaz

Head Department of Urdu,

National University of Modern Languages, Islamabad

Muhammad Javed Khan

Research Scholar, National University of Modern Languages, Islamabad

Evolutionary study of Gojri Language

Gujari is one of the oldest language in the subcontinent. Basically, it is the language of Gujar cast. Because before the Muslim came into the subcontinent most areas of the subcontinent was ruled by Gujar cast. Gujrat was very important state of the subcontinent at that time where Gujari language and literature explored at the highest level. In this article the evolution of Gujari language was discussed.

گوجری: وجہ تسمیہ: دنیا کی تمام بڑی بڑی زبانیں کسی نہ کسی قوم یا علاقے سے نسبت رکھتی ہیں بالکل اسی طرح گوجری زبان کا تعلق جس قوم سے ہے وہ گوجر کہلاتی ہے۔ گوجر قوم کے متعلق بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہ ایک آریائی قوم ہے۔ کے ایم منشی کے مطابق:

> گوجر ایک مستقل آریہ قوم ہے اور جب سے آریہ اس ملک میں رہ رہے ہیں اس وقت سے گوجر بھی اس ملک میں رہ رہے ہیں۔ (۱)

گوجر قوم پہلی صدی عیسوی میں گورجستان (جارجیا) سے پہلے افغانستان اور پھر ہندوستان میں داخل ہوئی۔ گورجستان میں آج بھی یہ قوم گورجی، گھپٹس، کبارڈین اور چچی کے نام سے آباد ہے۔ چوہدری محمد اشرف گوجر قوم کی ابتداء کے بارے میں مختلف رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> گوجر قوم ہنوں کے قرابت دار تھے جو دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ دولگا اور آس پاس کی وادیوں میں پھیل جانے کے بعد دریائے ڈینیوب اور دولگا کے درمیان مشرقی یورپ کے علاقوں پر قابض ہو گیا۔۔۔

دوسرا گروہ پانچویں صدی عیسویں میں کابل پر حملہ آور ہوااور بلآ خر سلطنت گپتا کو بھی تہ و بالا کر ڈالا۔ (۲)

لیکن بعض محققین گوجری زبان و ادب نے گوجر قوم کو یہاں کی مقامی قوم قرار دیا۔ اس حوالہ سے رانا علی حسن چوہان رقم طراز ہیں: ''راقم کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ گوجر کھتری النسل ہیں''۔ (۳) علاوہ ازیں پنڈت چھوٹے لال شرما کی کتاب کھتریہ ونش پردیپ جو پنڈت ہیں اس کا ترجمہ گوجری قوم کے حوالے سے یوں ہیں:

> گوجر لفظ کھتریہ گُرتر لفظ سے بگڑ کر بنا ہے جب اس قوم گوجر کے کھتریہ (اجداد) دشمنوں سے بڑی بڑی جنگیں لڑتے تھے تو ان کو گُرتر مہان، بلواں اور شکتی شالی (طاقتور) قوم کہا گیا۔ زمانے کے ساتھ ساتھ یہی لفظ گُرتر ہو گیا جو اب گوجر کہلاتا ہے۔ (۴)

محققین گوجری زبان کی ان آراء کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ گوجر قوم کا شمار ہندوستان کی بڑی قوموں میں ہوتا ہے جس نے ایک عرصے تک ہندوستان کی مختلف ریاستوں پر حکومت کی۔ عبدالباقی نسیم اپنے مضمون ''گوجر اور گوجر زبان'' (دیباچہ سانجھ کھلاڑو) میں اس قوم کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

> گوجری زبان و ادب اس بدنصیب اور خود فراموش گوجر قوم کا ورثہ ہے جو برصغیر کی ایک قدیم ترین اور عظیم ترین قوم ہے اس قوم کے بادشاہوں، راجوں، مہاراجوں اور سلاطین و وزراء نے صدیوں نہیں بلکہ ہزاروں سال تک دنیا کے وسیع خطوں اور براعظموں پر حکومت کی ہے۔ (۵)

افغانستان میں داخل ہونے سے پہلے گوجر کون سی زبان بولتے تھے اس حوالے سے کوئی حتمی بات کرنا مشکل ہے تاہم گوجر کوہ ہندوکش کے ذریعے ہندوستان آتے رہے۔ برصغیر میں اپنی آمد کے وقت یہ انڈک زبان بولتے تھے۔ یہاں جب آریائی اور مقامی تہذیب کے میل جول سے بہت سی زبانیں وجود میں آئیں تو وہ پراکرت کہلائیں۔ گوجری زبان کا تعلق بھی ایک مقامی پراکرت اپ بھرنش سے ہے۔ ''ماہنامہ آواز گوجر'' اس حوالے سے لکھتا ہے:

> ہندوستان میں آنے سے پہلے گوجر گوجری زبان بولتے تھے یا نہیں۔ اس بارے میں کافی تحقیق کی گنجائش موجود ہے۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ آریا ہندوستان میں آنے سے پہلے انڈک زبان بولتے تھے۔ باقی زبانیں آریائی اور ہندوستانی تہذیب کے میل جول سے وجود میں آئیں۔ جن کو پراکرت کہا جاتا ہے ان کی ایک شاخ اپ بھرنش بھی ہے۔ آج تک غالب خیال یہی ہے کہ گوجری کا تعلق اسی اپ بھرنش سے ہے۔ (۶)

تاہم ماہرینِ لسانیات نے گوجری زبان کے آغاز و ارتقاء کے بارے میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً ڈاکٹر غلام حسین اظہر گوجری زبان کے ارتقا کے بارے میں لکھتے ہیں:

> گوجری زبان کی گرائمر بہت اہم حقائق کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس کے مطالعے سے جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ اس زبان کی وسعت اور مختلف زبانوں سے اس کی گہری مماثلت ہے۔ مثلاً برج بھاشا، راجھستانی، میوانی اور سندھی سے یہ زبان کئی لحاظ سے مماثل ہے۔ (۷)

گوجری زبان کے حوالے سے ڈاکٹر جمیل جالبی تاریخ ادب اردو میں لکھتے ہیں:

> اس زبان کا ایک روپ ہمیں گجرات میں ملتا ہے جسے ''گجری'' یا ''بولی گجرات'' کا نام دیا جاتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ گوجر قوم فاتح کی حیثیت سے ہندوستان میں داخل ہوئی تو اس نے اپنے جنوبی مقبوضات کے تین حصے کیے۔ سب سے بڑے حصے کا نام مہاراٹ دوسرے کا گجر راٹھ اور تیسرے کا سوراٹھ رکھا۔ ہندوستان کے ترک فاتحوں نے جن کی گجر راٹھ ادا ہونا مشکل تھا گجرات بنا دیا۔ براعظم کے مغرب اور مکران کے سندھ کے نیچے خلیج کچھ سے ملحقہ علاقہ آج بھی ترک فاتحوں کے اسی نام ''گجرات'' سے موسوم ہے۔ (۸)

پنجابی لسانیات کے محقق ڈاکٹر شہباز ملک گوجری زبان کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

گوجری ایہہ اصل وچ راجستان توں لے کرلداخ تے کوہ ہمالیہ دے دامن وچ رہن والی بڑی واس قبیلیاں دی بولی اے۔ ایہہ داگھیراڈوگری توچوڑا اے۔ ایس بولی توں بہکا نیروی بولی دا اثر حابدا اے۔ ایسے کارن راجستانی بولیاں وانگوں لفظاں دے آخرتے ''ڈ'' بڑا آوندا اے۔ ایہہ گل سندھی وچ وی اے۔ (۹)

گوجری زبان کے مورخین اور محقق کے علاوہ یورپ کے ماہرین لسانیات نے بھی برصغیر کی زبانوں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لیا۔ ان ماہرینِ لسانیات میں سے ایک اہم نام گریرسن کا ہے جس نے ''ہندوستان کا لسانیاتی جائزہ'' نامی کتاب مرتب کی جو چار جلدوں پر مشتمل ہے جارج گریرسن گوجری زبان کے بارے میں لکھتا ہے:

گوجر معمولی حکمران نہ تھے بلکہ وہ ایک عام زبان بولتے تھے جو لینگوا فرانکا کی حیثیت سے ملک میں رائج تھی۔ جوان کے زیرِ حکومت تھا۔ ان کی یہ زبان ایک الگ حیثیت کی حامل تھی جس کو ''گوجری'' کہتے ہیں۔ جو مختلف مقامات پر ذراسے مختلف لہجے میں بولی جاتی تھی۔ (۱۰)

پانچویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں اپنی آمد کے بعد گوجروں نے یہاں کئی ایک ریاستیں قائم کیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنی سلطنتوں کو وسیع کیا اور پھر یہ راجستھان، گجرات، پنجاب، ہماچل پردیش، ہریانہ اور اتر پردیش تک پھیل گئے۔ اس عرصے میں ان کی زبان سنسکرت تھی۔ بعد میں یہاں کی مختلف تہذیبوں اور قوموں سے میل جول کے بعد جب پراکرتوں کا ظہور ہوا تو یہ پراکرت عمومی طور پر گوجر قبائل میں بولی جانے کے باعث گوجری کہلائے۔ نامور محقق چوہدری گلاب دین اس سلسلے میں بیان کرتے ہیں:

آریاؤں کی مذہبی زبان سنسکرت تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ صرف خواص تک محدود ہوتی گئی اور عوامی سطحوں پر مختلف علاقوں میں سماجی میل جول کے باعث کئی بولیاں وجود میں آئیں۔ ۵۰۰ ق۔م تک ان کے ارتقاء کا زمانہ ہے۔ یہ پراکرت کہلائیں اور مختلف علاقوں کے تعلق سے انہیں کئی اور نام بھی دیے گئے۔۔۔۔
گوجر ایک بہادر اور محافظِ وطن قبیلے کا لقب ہے۔۔۔۔ اس علاقے میں وجود میں آنے والی زبان اس قوم کی نسبت سے گوجری کہلائی۔ (۱۱)

بعض مورخین کے نزدیک گوجروں کی ایک گوت (Subcast) جس کا نام دلی ہے۔ دلی شہر آباد کیا۔ آنے والے حکمرانوں نے اگرچہ اس شہر کو دلی سے دہلی بنا دیا لیکن مقامی لوگ آج بھی دہلی کو دلی ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالحق اس ضمن میں لکھتے ہیں:

دکھنی اور گجری یا گجراتی دراصل وہی زبان ہے جو دلی سے ان علاقوں میں پہنچی البتہ مقامی الفاظ اور ترکیبیں اس میں شامل ہوگئیں۔ (۱۲)

گوجروں کی تاریخ میں ان سب سے اہم حکومت یا ریاست گجرات تھی اور گوجر اسی ریاست اور اس میں بولی جانے والی زبان جس کو ان کی نسبت سے گوجری کہا جاتا ہے زیادہ مشہور ہوئے۔ سید ظہیر الدین مدنی اس سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں:

گجرات ودکن میں کئی گوجر خاندان حکمران گزرے ہیں ان میں ولبھی خاندان (چالوکیہ) نے گجرات میں ایک طاقتور سلطنت قائم کرلی تھی۔ یہ خاندان ۴۸۰ء تا ۷۷۰ء تک برسرِ اقتدار رہا۔ ان کی راجدھانی ولبھی پور کے نام سے مشہور تھی اور اس کے ایک شہر میں ایک سو کروڑ پتی پائے جاتے تھے۔ (۱۳)

گجرات میں گوجر حکومت ۱۲۴۲ء تک رہی۔ علاوالدین خلجی نے اپنے عہدِ حکومت میں اپنے سپہ سالار الغ بیگ کو گجرات کی فتح کے لیے بھیجا۔ چنانچہ اس نے گوجروں کی حکومت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا۔ اس عرصے میں گجرات میں گوجری

زبان وادب نے بہت ترقی کی۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر ظہیرالدین مدنی کے نظریے کے مطابق: ''اس علاقہ میں گوجراپ بھرنش سے گجراتی، مارواڑی، جودھپوری وغیرہ زبانیں وجود میں آئیں''۔ (۱۴) گوجری زبان کے فروغ اور ترقی کا اندازہ ڈاکٹر جمیل جالبی کے اس نظریے سے آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ ''اس دور کے گجری ادب کو دکنی ادب سے ملادیا جائے تو ایک دوسرے کی شناخت کرنا مشکل ہوگا''۔ (۱۵) یعنی گوجری زبان جب گجرات سے دکن پہنچی تو دکنی زبان کو اس حدتک متاثر کیا کہ وہ گوجری زبان کہلانے لگی اور جو ادب تخلیق ہوا بعد کے مورخین نے اسے گوجری ادب کا نام دیا۔

گوجری زبان۔آغاز وارتقاء: گوجری زبان کے محقق و ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ گوجری کسی ایک علاقے تک محدود نہیں ہے بلکہ برصغیر کے اکثر علاقوں میں سمجھی اور بولی جاتی ہے۔ سید ظہیرالدین مدنی کے خیال میں ''گوجری برصغیر کی واحد زبان ہے جو ہر جگہ سمجھی جاتی ہے۔ (۱۶)

عام طور پر گوجری زبان کے آغاز اور ارتقاء کو چار ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا دور ۴۰۰۰ق۔م تا ۵۰۰۰ق۔م: یہ دور گوجر کی ہندوستان میں آمد پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ افغانستان کے راستے ہندوستان آئے اور اس کے مختلف حصوں میں پھیلتے گئے۔ اس قوم کی ہزاروں گوتیں بن گئیں اور ان کے باہمی میل جول کے نتیجے میں ایک مشترکہ زبان وجود میں آئی جو گوجری کہلائی۔ تاہم اس عہد میں اس کی باقاعدہ تحریر اور سم الخط کا وجود نہیں تھا اس لیے مخصوص نشانات اور علامتوں کو اصوات کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

دوسرا دور ا تا ۱۰۰۰ء: دوسرے دور میں ہندوستان کے مختلف علاقوں پر گوجروں کی حکومت رہی۔ ان حکومتوں میں سب سے اہم حکومت بکر ماجیت کی حکومت تھی جس کا عہد ۵۷ق۔م سے ۴۳ق۔م ہے۔ اس عہد کو گوجری زبان وادب کا سنہرا دور کہا جاتا ہے۔

پروفیسر اکرم دوسرے عہد کے متعلق لکھتے ہیں:

> اس کے دربار میں نورتن بھی تھے جن میں ایک کالی داس تھا جس نے ایک ناٹک شکنتلا سنسکرت زبان میں لکھا جو آج تک مشہور ہے اس کی زبان گوجری ہے لیکن اس پر درباری زبان سنسکرت کے اثرات نمایاں ہیں۔ (۱۷)

تیسرا دور ۱۰۰۰ء تا ۱۷۰۰ء: یہ دور برصغیر میں مسلمانوں کی آمد اور مقامی حکمرانوں کے ساتھ لڑائیوں اور تہذیبوں کے ٹکراؤ کا عہد ہے۔ اس دور میں مسلمانوں کے ساتھ عربی اور فارسی بھی برصغیر میں آئیں۔ مسلمان فاتحین جہاں بھی گئے عربی زبان کو ساتھ لے گئے۔ عربی اور فارسی زبان کے ساتھ ساتھ مقامی اور علاقائی زبانیں بھی ترقی کرتی گئیں۔ ان زبانوں میں گوجری بھی تھی۔ اس عہد میں گوجری زبان کا رسم الخط ناگری سے عربی میں منتقل ہوا۔ اس عہد میں جنوبی ہند میں شاہان گجرات کی حکومتوں اور پھر عادل شاہی اور قطب شاہی حکمرانوں نے آزاد اور خود مختار حیثیت اختیار کی اور گوجری زبان کو سرکاری زبان قرار دیا۔

اسی عہد میں جن صوفیا کرام ن ے برصغیر میں اشاعتِ اسلام کے لیے کام کیا اور ان کے ملفوظات اور واعظ صنائح کی جو مثالیں سامنے آتی ہیں گوجری زبان کے محققین کے مطابق ان میں گوجری زبان کے اثرات بہت نمایاں ہیں۔ اور یہ گوجری زبان کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں بیجاپور اور گولکنڈہ گوجری کے بہت بڑے مرکز بن گئے اور یہی صورت حال گجرات میں بھی نظر آتی ہے۔

گوجری زبان کی تاریخ اور اردو ادب کے دکنی عہد کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بات واضح طور پر نظر آتی ہے۔ کہ عادل شاہی، قطب شاہی عہدِ حکومت اور اسی طرح بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستوں میں اس عہد میں جو بھی کام ہوا اردو زبان کے مورخین اس کو اردو ادب کے ابتدائی دور یا اردو ادب کی ابتدا کہتے ہیں جب کہ گوجری زبان کے محققین بالخصوص چوہدری محمد اشرف گجر نے اپنی کتاب ''اردو زبان کی خالق گوجری زبان'' میں اس ادب کو گوجری زبان کا ادب کہا ہے اور ان ریاستوں میں جو بھی زبان کے حوالے سے کام ہوا اُس کو گوجری زبان کی ترقی سے موسوم کیا ہے۔ اس عہد میں جو نامور شعرأ نظر آتے ہیں مثلاً شاہ میراں جی، برہان الدین جانم، شاہ باجن، شاہ علی محمد جیو گام دھنی اور میراں جی شمس العشاق وغیرہ ان کو گوجری زبان کے شعرأ قرار دیا ہے۔ جب کہ دکنی اردو ادب کے اولین عہد میں بھی

یہی لوگ نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ گوجری زبان کے ماہرین گوجری زبان کو اردو کی خالق قرار دیتے ہیں۔ چوہدری محمد اشرف گجر اس سلسلے میں تحریر کرتے ہیں:

> سترہویں صدی عیسویں تک تو گوجری زبان کا سورج ہندوستان کے افق پر پوری آب وتاب کے ساتھ چمکتا رہا اور گوجری زبان ایک اعلیٰ درجہ کا معیاری ادب تخلیق کرتی رہی۔ گوجری نے صدیوں تک برصغیر کی بول چال اور ابطے کے طور خدمات سرانجام دینے کے بعد ادبی زبانوں کے لیے بھی ایک راہ نما مثال اور نشانی بن گئی پھر اس معیار اور روایت کے دامن میں اردو آنکھ کھولتی ہے۔ گوجر شاہی کی فرمانروائی کی فراخدلانہ سرپرستی اور گوجرات کے پنگوڑے میں جوانی کی جانب گامزن ہو کر آگرہ اور دہلی کے درباروں میں پہنچ کر اردو معلیٰ کی زبان کہلاتی ہے۔ (۱۸)

گویا گوجری کی کوکھ سے اردو جنم لیتی ہے اور گوجری کا عروج اردو زبان کی ابتدا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> یہ گجری اردو کی بنیادی خصوصیت رہی ہے کہ اس نے دیسی الفاظ کو کثرت سے اپنے دامن میں جگہ دی ہے۔ سارا قدیم گجری شعرا اسی زبان و بیان کے ترجمان ہیں۔ (۱۹)

گویا گیارہویں صدی عیسویں سے لے کر سترہویں صدی عیسوی تک ہمیں جتنے شعراً نظر آتے ہیں ان کے ہاں گوجری زبان وادب کے اثرات نہایت ہی نمایاں ہیں۔

دور چہارم ۱۷۰۷ء تا حال: اس عہد میں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد ہندوستان میں ایک طرف مسلم حکومت باہمی انتشار اور زوال کی طرف گامزن ہونے لگی۔ جب کہ دوسری طرف انگریز اپنی حدود کو وسیع کرتے ہوئے بلآخر پورے برصغیر پر قابض ہو گئے۔ اسی عہد میں اردو زبان نے تیزی سے سفر کرتے ہوئے عروج حاصل کیا اور میر وسودا کے عہد کو اردو زبان وادب کا سنہری دور کہا گیا۔ لیکن دوسری طرف گوجری زبان کو گوجری زبان کے محققین اردو کی خالق زبان قرار دیتے ہیں گوشہ گمنامی کی طرف بڑھنے لگی لیکن ہندوستان اور پاکستان کے بعض علاقوں میں مثلاً ریاست جموں وکشمیر، سوات، ہزارہ اور ہماچل پردیش میں گوجری زبان میں کام ہوتا رہا اور موجودہ دور تک اس زبان میں بہت سا کام ہو چکا ہے۔ چنانچہ گوجری زبان پورے برصغیر میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور یہ دوبارہ مقبولیت حاصل کر رہی ہے اور اس پر بہت سا تحقیقی کام ہو چکا ہے اور اس کے لیے ہندوستان اور پاکستان میں ادبی اور کلچر مرکز قائم کیے ہوئے ہیں۔

لسانی جغرافیہ: گوجری زبان ہندوستان اور پاکستان کے ایک وسیع علاقے میں مستعمل ہے۔ گوجری زبان کی ابتداء گجرات سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جہاں جہاں بھی حکومت کرتے رہے وہاں ان کی زبان گوجری ہی رہی۔ علاوہ ازیں مسلمانوں نے جب برصغیر پر حملے کیے تو اس کے نتیجے میں گوجری ریاستیں ختم ہوتی گئیں۔ مثلاً محمود غزنوی ۱۰۰۰ء میں جب برصغیر پر حملہ آور ہوا تو اس زمانے میں لاہور قنوج اور اڑیسہ وغیرہ گوجروں کی حکومتیں تھیں جو غزنوی حملوں کے نتیجے میں ختم ہو گئیں۔ سید عبدالقادر تاریخ ہند میں گوجروں کی حکومت کے متعلق لکھتے ہیں:

> اٹک سے لے کر قنوج اور کالنجر اور سومنات پر اس کے حملے خاص طور پر مشہور ہیں۔ اس زمانے میں پشاور سے قنوج اور قنوج سے بڑوچ تک تمام علاقوں میں گوجر حکمران تھے اور یہ وسیع مملکت گوجر دیس کہلاتی تھی۔ (۲۰)

چنانچہ ان علاقوں کے ہاتھ سے جانے کے بعد گوجر ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے اور جہاں بھی گئے اپنی زبان استعمال کرتے رہے۔ اس لیے آج بھی برصغیر کے جن علاقوں میں گوجر آباد ہیں وہاں گوجری زبان بولی جاتی ہے۔ مولانا محمد اسماعیل ذبیح گوجری زبان کے لسانی جغرافیے کے متعلق لکھتے ہیں:

> گوجر قوم کی گوجری زبان جنوبی ایشیا کے علاقوں گجرات (کاٹھیاوار) دکن، راجستھان اور گنگا جمنا وغیرہ کے علاقوں میں بولی جاتی تھی۔ وہاں سے یہ پنجاب صوبہ سرحد کے شمالی علاقوں، جموں وکشمیر، ہماچل پردیش اور

آرام تک جا پہنچی۔ اس کے علاوہ افغانستان، روس کے کچھ علاقوں اور چین کے صوبے سنکیانگ میں بھی اس کا سراغ ملتا ہے۔ پنجاب کے گوجر ایک صدی قبل تک گوجری بولتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ یہ گوجری زبان میں تبدیل ہوگئی۔ (۲۱)

گوجری زبان کی علاقائی وسعت کے حوالے سے ڈاکٹر آر۔ آر کھوریہ لکھتے ہیں کہ

یہ علاقہ گجرات، کاٹھیاوار سے لے کر مدھیہ پردیش، راجستھان، گنگا جمنا کے میدانی علاقوں سے ہوتا ہوا پنجاب ہماچل پردیش جموں و کشمیر کے دور دراز پہاڑوں اور جنگلوں تک چلا گیا ہے۔ یوپی کے علاقے گڑھوال، ڈیرہ دھون، چکروتہ نیپال کی ترائی تک ان کی بھرپور آبادی ہے اور دوسری طرف ہزارہ، سوات اور چترال سے دریائے کنڑ تک گوجری بولی جاتی ہے۔ (۲۲)

برصغیر سے تقریباً تیرھویں صدی کے آخر میں سندھ سے کولی گوجروں نے رومانیہ، بلغاریہ اور ہنگری میں پناہ لی اور یورپ میں کولی کلچر کو متعارف کرایا۔ ان کے علاوہ گوجروں کا ایک گروہ ایران، عراق، کردستان، شام اور مصر میں جا کر آباد ہو گیا۔ علامہ فرید وحدی قاموس الاعلام میں لکھتے ہیں:

گوجر لوگوں کا ایک الگ اور مستقل گروہ ہے جو تینوں براعظموں ایشیا، یورپ اور افریقہ میں پھیلا ہوا ہے۔ خاص کر یورپ مصر، الجزائر، کوہ قاف، گرجستان جزیرہ ابن عمر، عراق اور شمالی عراق میں اپنی قدیم عادات، و اخلاق پر قائم ہیں اور اپنی موروثی تقلید پر جے ہوئے ہیں۔ (۲۳)

برصغیر کے علاوہ گوجر جن دوسرے علاقوں میں گئے وہاں دیگر اقوام کے ساتھ باہمی میل جول کی وجہ سے اپنی اور گوجری زبان کی انفرادیت کو برقرار نہ رکھ سکے تاہم برصغیر میں آج بھی گوجری زبان اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔ ہندوستان کے جن علاقوں میں گوجری بولی جاتی ہے۔ ان میں اتر پردیش، ہریانہ، مدھیہ پردیش، راجستھان، مہاراشٹر، گجرات، پنجاب، دلی، اڑیسہ، تامل ناڈو، حیدرآباد دکن وغیرہ شامل ہیں جب کہ مقبوضہ کشمیر میں جموں لائن آف کنٹرول کا علاقہ گگ مرگ، کنگن، پہلگام، شوپیاں، ہندواڑہ اور کرنا کے علاقے قابل ذکر ہیں جب کہ پاکستان میں چترال، سوات، کوہستان، ضلع ہزارہ، وادی کاغان، دیر شامل ہیں۔ شمالی علاقہ جات میں گلگت اور آزاد کشمیر کے اکثر علاقوں میں گوجری زبان بولی جاتی ہے۔

گوجری زبان کے ارتقا کے جائزے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ برصغیر کی قدیم بولی جانے والی زبانوں میں سے ایک ہے۔ گوجر قوم جہاں جہاں بھی گئی اور جن جن علاقوں میں اس کی حکومت رہی وہاں گوجری زبان کو پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملا اور ریاست گجرات میں گوجروں کی حکومت میں اس کو عروج حاصل رہا۔ تاہم مسلمانوں کی برصغیر آمد اور ان کے ساتھ عربی اور فارسی زبانوں کی آمد نے یہاں ایک نئی زبان کو جنم دیا جو بعد میں اردو کہلائی۔ مسلمانوں کی آمد کے بعد گوجری ایک طرح سے پس منظر میں چلی گئی۔ ادبی تخلیقی و تحقیقی سطح پر اس میں کوئی بڑا کام نہیں ہوا۔ تاہم موجودہ دور میں اس کو آہستہ آہستہ فروغ حاصل ہو رہا ہے خاص کر ان علاقوں میں جہاں گوجری قوم رہی ہے۔

گوجری زبان کے اثرات دوسری علاقائی زبانوں پر مرتب ہوئے ہیں لیکن ان اثرات کے مرتب ہونے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مختلف قبائل کے ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے اور باہم میل جول سے زبانیں باہم ایک دوسرے میں اس طرح مدغم ہوگئیں ہیں کہ ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا مشکل ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر الفاظ ان زبانوں میں ہمیں مشترک نظر آتے ہیں۔ موجودہ دور میں ذرائع نقل و حمل کی ترقی اور شرح تعلیم میں اضافے سے ہر زبان کے اثرات دوسری زبانوں پر بہت گہرے مرتب ہوئے ہیں۔ خاص کر علاقائی زبانوں پر اردو اور انگریزی کے اثرات زیادہ نمایاں ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ کے۔ایم منشی، گوجری زبان، مشمولہ: تاریخ گوجر، علی حسن چوہان، انٹرنیشنل پریس، میکلوڈ روڈ، کراچی، ۱۹۸۹، ص۱۲۲

۲۔ چوہدری محمد اشرف، ایڈوکیٹ، اردو کی خالق گوجری زبان، ایس ٹی پرنٹرز، راولپنڈی، ۱۹۹۵، ص۱۱

۳۔ رانا علی حسن چوہان، تاریخ گوجر، جلد پنجم، انٹرنیشنل پریس، میکلورڈ روڈ، کراچی، ۱۹۸۹، ص۳۱۳

۴۔ پنڈت چھوٹے لال شرما، کھشتر یہ ونش، مشمولہ: تاریخِ گوجر، از علی حسن چوہان، جلد پنجم، انٹرنیشنل پریس، میکلورڈ روڈ، کراچی، ۱۹۸۹،

۵۔ عبدالباقی نسیم، گوجر اور گوجری زبان، مشمولہ: سانجھو کھلاڑو، گوجری ادبی بورڈ پاکستان، لاہور، ۱۹۹۰، ص۹

۶۔ ماہنامہ ''آواز گجر''، جموں، جولائی۔اگست ۱۹۹۹، ص۱۴

۷۔ غلام حسین اظہر، ڈاکٹر، گوجری اور اردو گوجری گرائمر کی روشنی میں، نیا دور کراچی، ص۲۸۳

۸۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخِ ادب اردو، جلد اول، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع سوم، ۱۹۸۷، ص۸۹

۹۔ شہباز ملک، ڈاکٹر، پنجابی لسانیات، مکتبہ میری لائبریری، لاہور، ۱۹۷۷، ص۱۴۱

۱۰۔ G. A. Grierson, The Languistic Survey of India, Vol -1, Aziz Lahore, 9791, Page 10

۱۱۔ گلاب الدین طاہر، چوہدری، ماہنامہ آواز گوجر، جموں، جنوری ۲۰۰۰

۱۲۔ مولوی عبدالحق، رسالہ اردو اورنگ آباد، جولائی، ۱۹۲۷، ص۵۴۱

۱۳۔ سید ظہیر الدین مدنی، سخنوران گجرات، ترقی اردو بیورو نئی دہلی، ۱۹۸۱، ص۱۷ ۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخِ ادب اردو، جلد اول، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع سوم، ۱۹۷۵، ص۱۳۰

۱۶۔ سید ظہیر الدین مدنی، سخنوران گجرات، ترقی اردو بیورو نئی دہلی، ۱۹۸۱، ص۱۲

۱۷۔ محمد اکرم، پروفیسر، اردو اور گوجری کا لسانی رشتہ (مقالہ: ایم۔فل) غیر مطبوعہ، ص۹۰

۱۸۔ چوہدری محمد اشرف، ایڈوکیٹ، اردو کی خالق گوجری زبان، کیپیٹل پبلشرز، اسلام آباد، ۱۹۹۸، ص۶۳۔۶۴

۱۹۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخِ ادب اردو، جلد اول، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع سوم، ۱۹۷۵، ص۴۲۳

۲۰۔ سید عبدالقادر، تاریخِ ہند، لاہور، ۱۹۵۰، ص۱۷۱

۲۱۔ مولانا محمد اسماعیل ذبیح، دیباچہ، وئیو گوجری ادبی بورڈ، لاہور ص۱۰

۲۲۔ آر۔آر کھوریہ، ڈاکٹر، جموں وکشمیر کے گوجر، گلشن پبلشرز، سری نگر، ۱۹۸۱، ص۷۵

۲۳۔ علامہ فرید وجدی، قاموس الاعلام، بیروت